ہفت روزہ دی انڈین مسلم ٹائمز

Rs.2/-

جلد ۲۸ ☆ شمارہ ۲ ☆ ۳/جولائی تا ۹/جولائی ۲۰۲۳ء بمطابق ۱۴/ذی القعدہ تا ۲۰/ذی الحجہ ۱۴۴۴ھ

بمبئی و اطراف کے مسلمانوں کی دینی و مذہبی سرگرمیوں کے ساتھ مختلف اسلامی معلومات سے بھرپور اہل سنت کی نمائندگی کرنے والا اپنی نوعیت کا واحد اخبار

کلام اللہ جل جلالہ

اورتمہاری عورتوں میں جو بدکاری کریں ان پر خاص اپنے میں کے چار مردوں کی گواہی لو پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو گھر میں بند رکھو یہاں تک کہ انہیں موت اٹھالے یا اللہ ان کی کچھ راہ نکالے اور تم میں جو مرد عورت ایسا کریں ان کو ایذا دو پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نیک ہوجائیں تو ان کا پیچھا چھوڑ دو، بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے (سورۂ نساء: آیت نمبر ۱۵)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے دونوں عیدوں کی راتوں کو ثواب کا یقین رکھتے ہوئے زندہ رکھا (یعنی عبادت میں مصروف رہا) اس کا دل اس دن نہ مرے گا، جس دن لوگوں کے دل مردہ ہوں گے (یعنی قیامت کے دن خوف و گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا)“ (الترغیب والترہیب)

عالم اسلام کو رضا اکیڈمی کی جانب سے عید الاضحیٰ مبارک ہو

قربانی کا طریقہ: قربانی کا جانور مذکورہ بالا شرائط کے موافق ہو اور ام عیوب سے پاک ہو جن کی وجہ سے قربانی ناجائز ہوتی ہے اور جانور عمدہ اور فربہ ہو قربانی سے پہلے اسے چارہ پانی دیں یعنی بھوکا پیاسا ذبح نہ کریں اور ایک کے سامنے دوسرے کو ذبح نہ کریں اور پہلے سے چھری تیز رکھیں جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ منہ اس کا قبلہ کی طرف ہو اور اپنا داہنا پاؤں اس کے پہلو پر رکھ کر جلد ذبح کریں اور ذبح کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھیں۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۔ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَاشَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ جب تک جانور ٹھنڈا نہ ہو جائے نہ ہاتھ پاؤں کاٹیں نہ کھال اتاریں قربانی اپنی طرف سے ہو تو ذبح کے بعد یہ دعا پڑھیں: اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِكَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَحَبِیْبِكَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اگر دوسرے کی طرف سے ذبح کرنا ہو تو ”مِنِّیْ“ کی جگہ ”مِنْ“ کہہ کر اس کا نام لیں۔

ایثار و وفا کے والہانہ نظارے.....اور درسِ ابراہیمی

از: غلام مصطفیٰ رضوی

ایفائے عہد کی صبح طلوع ہوئی... بیت المقدس کی باغ و بہار وادیوں سے مشیت ایزدی کے تحت تین رکنی قافلہ سوئے حجاز روانہ ہوا... صحرائے حرم کی پاکیزہ لیکن بے آب و گیا وادی میں پہنچا... پہاڑیوں کے سلسلے دراز تھے... حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بصیرت نے محسوس کرلیا کہ اسی وادی میں سعادتوں کی صبح طلوع ہوگی... قافلے عشاق کے اقامت پذیر ہوں گے....

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ کو بنیادِ کعبہ کے قُرب میں چھوڑا... عازم بیت المقدس ہوگئے... وادی حرم میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قدمِ ناز سے زم زم کا شفاف و شیریں چشمہ رواں دواں ہوگیا... حیات کے غنچے کھل اُٹھے.... شرفا کے قافلے آنے لگے... عقیدتوں کی جبیں سوئے حرم جھکنے لگی... جمالِ خلیل اور جلالِ حرم سے نور پھیلنے لگا... وادیاں سیراب ہونے لگیں... محبتوں کی صبح طلوع ہوئی...

حضرت ابراہیم علیہ السلام وادیِ قدس سے ارضِ حرم میں جا بسے... حکمِ الٰہی کا پاکیزہ لمحہ آن پہنچا... چشم فلک نے ایثار کے جلوے نظارہ کرنے تھے... سعادتوں کی ایک صبح تھی... پیکرِ وَفا حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اطاعت کی جبیں خم کردی... تسلیم و رضا کا نرالا امتحان تھا... عظیم والد حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماں بردار فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لے کر وادی منیٰ کی راہ چل پڑے... معبودِ حقیقی کے حکم کی تعمیل ہونے والی تھی...

منیٰ کی وادیاں سراپا دید تھیں... طاعت و رضا کا نظارہ قریب تھا... حکم الٰہی سے گردنیں جھکی تھیں... ایثار کے گلشن سجے ہوئے تھے... چشم فلک حیران... فضائے منیٰ سراپا جستجو... ابھی حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لٹایا ہی گیا تھا؛ طاعت کی گردن قربان ہونے کو آمادہ تھی... کہ قربانی کی قبولیت کی ندا بلند ہوئی...

"اور ہم نے انھیں آواز دی کہ اے ابراہیم! بلاشبہہ تم نے اپنا خواب سچ کر دکھایا... ہم اپنے نیکوکار بندوں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں... یقیناً یہ کھلی ہوئی آزمائش تھی... اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اسماعیل کے اوپر سے نثار کردیا... اور آنے والی نسلوں میں ہم نے اس کی یادگار قائم کردی... سلام ہو ابراہیم (جیسے مخلص دوست) پر..." (سورۃ الصّٰفٰت، ۳۷: ۱۰۴-۱۰۹)

متاعِ عشق سلامت رہی... امتحان کی گھڑی تسلیم و رضا کے لالہ و گل کھلا گئی... روشنی کے ہزاروں مینار تعمیر ہوئے... امتحان کے قافلے کامیابی سے وادی حرم میں ٹھہر گئے... امتحان کے قرینے رضائے الٰہی کا نشانِ امتیاز بن گئے... حج کا رُکن قرار پائے... طاعت کا نشاں بن گئے...

صبح قیامت تک قربانیوں کی یادیں تازہ کی جاتی رہیں گی... جس سے استقامت فی الدین کا لازوال درس اہلِ ایماں کو ملتا رہے گا... ایثار کے میناروں پر عزم و یقیں کی قندیلیں فروزاں رہیں گی... آج پھر ایثار کی ضرورت ہے... آج پھر القدس پر یہودی یلغار ہے... آج پھر وادیِ حرمین میں شیاطین عہد کے عیش کدے آباد ہیں... اسیرانِ مغرب کی جبیں طاغوت کے دَر جھکی ہوئی ہے... آبروے حرم بیچنے والے دشمنانِ اسلام کے باج گزار ہیں... حرم کی پاسبانی کو ایثار کی ضرورت ہے...

اہلِ ایماں! جاگو!! چمن پر زاغوں کا تصرف ہے... گلشن کی تباہی کو ہر شاخ رہزنوں سے جھوجھ رہی ہے... ہر سال درس ایثار وادیِ منیٰ سے ملتا ہے... وفاداری کی محفلیں آراستہ ہوجاتی ہیں... اہلِ مغرب کو یہ تردد ہے کہ اسلام زندہ ہے... غیرتوں کے پیمانے لبریز ہیں... ہاں! شاہان وقت بِکے ہوئے ہیں... خونِ مسلم میں بوے وَفا باقی ہے... مادۂ غیرت زندہ ہے:

آج بھی ہو جو براہیم سا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

قربانی عزم و یقیں کا پہلا درس ہے... محبتوں کے خوگر دیوانہ وار چلے آتے ہیں... جانوں کے نذرانے بارگاہِ الٰہی میں پیش کردیتے ہیں... غیرتوں کے تقاضے سمجھے جائیں... قربانی سے عزیمتوں کے خمیر تیار کیے جائیں... یہود و انگریز کے ظالمانہ پنجوں کو مروڑ دیا جائے.. شعارِ شرکیہ پر قدغن لگایا جائے... تاکہ وادی پاکیزہ رہے اور گلشن مشک بار... اسلاف نے اسی کا دَرس دیا... باخبر رہیں... رہِ اسلاف پر چلتے رہیں... ان شاءاللہ! بے راہ نہیں ہوں گے... اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

ترے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

☆☆☆☆☆

احکام قربانی

مخصوص جانوروں کو مخصوص دنوں میں (یعنی دسویں ذی الحجہ سے بارھویں ذی الحجہ تک) تقرب الی اللہ اور ثواب کی نیت سے ذبح کرنا قربانی ہے یہ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے حضور پرنور شافع یوم النشور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قربانی کرنے کا حکم دیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا! فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (الکوثر) ”تو تم لوگ اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو“ قربانی ایک اہم مالی عبادت بھی ہے اور شعار اسلام سے ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد ہجرت دس سال تک مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا اور ہر سال قربانی فرماتے رہے جس سے معلوم ہوا کہ قربانی صرف مکہ معظّمہ ہی کے لئے مخصوص نہیں بلکہ اس شخص پر ہے جو صاحب نصاب ہو چاہے کہیں بھی رہتا ہو اس پر قربانی واجب ہے۔ منکرین حدیث کا نام ونہاد مسلمان ٹولہ جو اس مالی عبادت پر اعتراض کرتا ہے کہ اس پر بے انتہا پیسہ خرچ ہوتا ہے لہٰذا اس کے بجائے فلاحی امور مثلاً محتاج خانے شفاخانے وغیرہ بنادینا چاہیے۔ یہ اعتراض بالکل لغو ہے۔ پھر تو حج جیسی اہم مالی عبادت بھی جو شعائر اسلام سے ہے اس کو بھی یہ کہہ کر ختم کیا جاسکتا ہے کہ لاکھوں روپے ہر سال حج پر خرچ ہوتے ہیں لہٰذا بجائے حج کے فلاحی امور اور رفاہ عامہ پر خرچ کردیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا صرف یہ کہنا کہ قربانی حج کے موقع پر مکہ معظّمہ میں ہی ہوسکتی ہے غلط ہے البتہ صرف حج کی قربانی بے شک مکہ معظّمہ ہی کے ساتھ خاص ہے۔ لیکن عیدالضحیٰ کی قربانی ہر مالک نصاب پر واجب ہے خواہ وہ کہیں بھی ہو۔۔۔۔!

تکبیر تشریق

والفجر ولیال عشر

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد جو پہلی جماعت کے ساتھ ادا کی گئی، ایک بار بلند آواز سے پڑھنا واجب اور تین بار افضل اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں۔ (بہار شریعت)

قربانی کے جانور میں شرکت

گائے اور اونٹ میں سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں لیکن شرکاء میں سے اگر کسی شریک کا حصہ ساتویں سے کم ہو تو کسی کی قربانی نہیں ہوگی۔ ہاں ساتویں حصے سے زیادہ کی ہوسکتی ہے۔ مثلاً گائے یا اونٹ کی چھ یا پانچ یا چار افراد کی طرف سے قربانی ہو تو ہوسکتا ہے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ سب کے حصے برابر ہوں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں سے کم نہ ہو۔ گائے یا اونٹ کے شرکاء میں سے کوئی ایک بھی کافر یا بے دین یا بد مذہب ہو یا ان میں سے کسی کا مقصود قربانی نہیں بلکہ گوشت حاصل کرنا ہو تو کسی کی بھی قربانی نہیں ہوگی۔

قربانی کے سب شرکاء کی نیت تقرب ہو یعنی کسی کی نیت گوشت حاصل کرنا نہ ہو لیکن ضروری نہیں کہ وہ تقرب ایک ہی قسم کا ہو مثلاً سب قربانی کرنا چاہتے ہوں بلکہ قربانی کے ساتھ عقیقہ کی بھی شرکت ہوسکتی ہے کہ عقیقہ بھی تقرب کی ایک صورت ہے

شرکت میں قربانی ہوئی تو ضروری ہے کہ گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے اندازہ سے تقسیم نہ ہو کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کسی کو زائد ملے یا کم یہ ناجائز ہے۔ یہ خیال کرنا کہ کم و بیش ہوگا تو ایک دوسرے کو معاف کردیں گے۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ البتہ تمام حصہ دار کسی ایک شریک کو مالک بنادیں کہ وہ چاہے گوشت دے اور جسے چاہے نہ دے اور اس کے نہ دینے میں کوئی شریک ناراض بھی نہ ہو تو جواز کی صورت ہوسکتی ہے اور اسے تقسیم کرنے کے لئے وزن کرنا ضروری نہیں ہوگا (وقارالفتاویٰ، جلد چہارم، ص ۲۷۴)

فرمانِ آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو قربانی کرنے کی **طاقت رکھتا** ہو پھر بھی قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کی طرف نہ آئے۔

(مستدرک حدیث 3519)

ہفت روزہ
دی انڈین
مسلم ٹائمز بمبئی

اداریہ

قربانی: شعائراللہ کی یاد، جذبۂ ایثار، تعمیر افکار اور درس اخوت

قوموں کی حیات: اسلام نے یادوں کو حیاتِ تازہ دی۔ زندہ قوم یادوں کو حرزِ جاں بناتی ہے۔ یادگاروں کو محفوظ کرتی ہے۔ انھیں باقی رکھنے میں اپنی سعادت جانتی ہے۔ قرآن کریم نے انھیں ''شعائراللہ'' قرار دیا۔ ان کی عظمت وشان بیان کی۔ ان کی تکریم کو دلوں کی پاکیزگی بتایا۔ یادگاروں کی اہمیت فطری ہے۔ اس لیے وہ قومیں کامیاب رہیں جنھوں نے اپنے تاریخی آثار کا تحفظ کیا۔ ان کے ذریعے اپنی تہذیب وتمدن کو دنیا کے سامنے واضح کیا۔ ہماری تاریخ موہن جوداڑو اور ہڑپا کے کھنڈرات سے نہیں شروع ہوتی۔ ہماری تاریخ کے آثار خاکِ حجاز سے جُڑے ہیں۔ مزاراتِ انبیا واولیا، صفا ومروہ، مقامِ ابراہیم، مزدلفہ ومطاف، حطیم وزم زم، بدر واحد، خیبر وخندق اور بقیع ومعلیٰ سے ہمارا رشتہ ہے۔ یہ رشتہ روح کا ہے۔ ظاہری رشتے ختم ہوجاتے ہیں۔ روحانی رشتے دوام پاتے ہیں۔ اخروی زندگی میں بھی کام آتے ہیں۔ اور اسی سے تاریخ کی کڑیاں ملتی ہیں۔ نقوش ابھرتے ہیں۔ قومی عروج وزوال کے خط وخال نمایاں ہوتے ہیں۔

فلسفۂ حج؛ نقوشِ رفتہ: قربانی، حج، سعی، طواف، وقوف، رمی یہ یادیں ہیں محبوبانِ خدا کی، یادگاریں ہیں اسلام کی زریں تاریخ کی۔ انھیں اسلام نے زندہ وباقی رکھا۔ ان کی یادیں اسلامی رکن کا حصہ ہیں۔ خاصانِ خدا کے نقوش کو ہر سال دوہرایا جاتا ہے۔ ساری دنیا سے مسلمان جمع ہوتے ہیں۔ حج کا اجتماع جو عالم اسلام کا سب سے بڑا مجمع اور اتحاد کا ظہر ہوتا ہے۔ یادگاروں کے صدقے میں اتحاد کا منظر پیش ہوتا ہے۔ افسوس کہ آج یادگاروں کو مٹایا جارہا ہے۔ اسلام کے فلسفۂ حج کو فراموش کیا جارہا ہے۔ حج کا ہر رکن اللہ کے محبوبوں کی اداؤں کی یاد دلاتا ہے۔ جنھوں نے ان اداؤں سے درس لیا وہ خود اہلِ ایماں کے لیے نمونۂ عمل بنے۔ کیا ہم نے نہ دیکھا ترکوں کو؟ جنھوں نے اپنے عہدِ حکومت میں حرمین میں تمام اسلامی یادگاروں کو خصوصی اہتمام کے ساتھ بعد والوں کے لیے حوصلہ افزا تاریخ کا نشاں بنا کر پیش کیا۔ دوسری طرف یہودیوں نے بیت المقدس قبلۂ اول میں زمین دوز کھدائی کر کے مسجد اقصیٰ کی بنیادیں مسلسل کم زور کرنا شروع کیں۔ اس لیے کہ قبلۂ اول منہدم کر کے مسلمانوں کی اس تاریخی یادگار کو ختم کردیا جائے۔ پھر ایک دور آیا، سعادتوں کی تاریخ مرتب کرنے والے ترکوں کو دہلیزِ حرم اور درِ محبوب خدا چوم کر حجاز سے رخصت ہونا پڑا۔ سعودی دور شروع ہوا۔ اسلامی نشانات مٹائے گئے۔ نقوشِ تاریخِ اسلامی کو بدعت کے مراکز قرار دے کر بے دردی سے مٹا کر سقاوتوں کی تاریخ لکھی گئی۔ کاش! حج وقربانی کے پیغام پر غور کیا ہوتا، فلسفۂ حج پر کچھ تو غور کیا ہوتا!

ایثار واخوت و غربا پروری: قربانی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یادگار ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایثار کا جلوہ ہے۔ اس میں جہاں ایک طرف حکم الٰہی و حکم رسالت پناہی ﷺ کی تعمیل ہے تو وہیں خلیل اللہ و ذبیح اللہ کی یاد بھی ہے۔ قربانی کا تصور دوسری قوموں میں بھی پایا جاتا ہے۔ اسلام نے فطری نظام کے تحت ذبیح اللہ کی یاد کو باقی رکھا۔ لیکن اسلام کا تصورِ قربانی مختلف ہے اور انسانیت کے تقاضوں کو پورا کرنے والا بھی۔ قربانی کا جو اسلامی مفہوم ہے وہ محض جانور کا راہِ خدا میں ذبح نہیں؛ بلکہ رضائے الٰہی کے وسیع النظر تصور کی فراہمی بھی ہے۔ قربانی جانور کی کیا دی جاتی ہے؛ اپنے نفس کی قربانی بھی درکار ہوتی ہے؛ اپنی خواہشات کی قربانی اس طرح پیش کردی جائے کہ مولیٰ کی رضا میں اپنی خواہشات کو فنا کر دیا جائے۔ اپنی ہوا وہوس کو تج دے کر مولیٰ کی خوش نودی کا ساماں کیا جائے۔ کیا ہم نہیں دیکھتے کہ اسلام ہم سے تقاضا کرتا ہے...... مال کی قربانی کا...... وقت پڑنے پر جان کی قربانی کا...... نفس کی قربانی کا...... قربانیوں کی جولان گاہ کا اسلامی تصور اس قدر وسیع ہے کہ اگر انھیں اپنا لیا جائے تو انسانیت ذلت ورسوائی سے بچ جائے گی۔ جانوں کا اتلاف ختم ہوجائے گا۔ وقارِ آدمیت پھر بحال ہوگا۔ دنیا مسائل میں گھری ہوئی ہے۔ جہاں انسانی قدریں اور ہیومن ویلوز کا کوئی کانسپٹ باقی نہ رہا؛ ایسے میں حقوقِ انسانی کی صحیح ودرست تعبیر اسلام کے عطا کردہ قربانی کے وسیع تناظر میں ہی متصور ہے۔

وہ انسان جو غربت وافلاس کے سبب انسانی عزت سے محروم کردیئے گئے ان کے لیے جذبۂ ایثار کی تمہید ہے عیدِ قرباں۔ بے شک خوشی حقیقی جبھی کہلائے گی جب کہ غربا ومساکین، فراموش کردہ بھائیوں کو اس میں حصہ دار بنایا جائے۔ یہاں اسلامی تصوف کی اصطلاح ''احسان'' کا مفہوم بھی کھلتا ہے کہ غریبوں کی مدد کردی جائے، انھیں قربانی کا گوشت ہدیہ کر کے انھیں احسان مند نہ گردانا جائے بلکہ احساس تشکر ہو کہ کسی غریب نے ہمیں اس لائق سمجھا کہ قربانی کا عطیہ قبول کیا اور ہماری خوشی میں شرکت کی۔ اسلام نے ایمانی رشتوں کو فوقیت دی ہے۔ ہر ایمانی بھائی جو مفلوک الحال ہے اس کی خبر گیری صاحبِ نصاب کی ذمہ داری ہے۔ وہ خود ''ذبیح اللہ'' کی یاد منائے۔ ان کی قربانی کی نقوشِ جاوداں اپنائے اور اپنے تنگ دست بھائی کو اس میں شامل نہ کرے تو خوشی کیوں کر حاصل ہو سکے گی! یہی سبب ہے کہ اسلامی ایامِ مسرت حاجت مندوں کی حاجت برآری سے حقیقی خوشی عطا کرنے کا موجب ہوتے ہیں۔

محبت ومساوات، انسانیت نوازی، فکر سازی، کردار کی تابندگی کا درس لے کر پھر قربانی کے ایام آ گئے۔ ذبیح اللہ کی یاد منا کر ہمیں دنیا کو محبت واخوت کا گہوارہ بنانا ہے۔ اسلام کو بدنام کرنے والے حربوں کو نامُراد کرنا ہے۔ یہود وانگریز ومشرکین کی تمام تر سازشوں کی بخیہ ادھیڑنی ہے۔ اسلامی اخلاق سے دلوں کو فتح کرنا ہے۔ بقیہ صفحہ ۳ پر

☆ * حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو * ☆

از: فداء المصطفیٰ قادری

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو
رکنِ شامی سے مٹی وحشتِ شامِ غربت
اب مدینے کو چلو صبحِ دل آرا دیکھو

اللہ رب العزت قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنزالایمان)۔

حضرت امام بیہقی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے زمانے کے مشائخ سے سنا ہے کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر نور کے پاس یہ آیت پڑھے گا۔ "اِن اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا أیہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما" (پ:۲۲)۔ اور اس آیت کے پڑھنے کے بعد ستر مرتبہ یہ درود شریف پڑھے (صلی اللہ علیک وآلک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)۔ تو در نور پر خدمت کے لئے مقرر فرشتہ اس شخص کو کہتا ہے۔ اے فلاں تیری ہر حاجت وضرورت پوری ہوگی۔ (شعب الایمان، ج:۸، ص:۱۰۲)۔

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں: ہر طلوع فجر کے وقت ستر ہزار فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر قبر انور کو گھیر لیتے ہیں اور درود وسلام عرض کرتے ہیں۔ جب شام ہوتی ہے تو وہ واپس چلے جاتے ہیں اور دوسرے ستر ہزار فرشتوں کی جماعت حاضر ہوجاتی ہے اس طرح ملائکہ کی حاضری ہر دن ورات ہوتی ہے حتی کہ جب قیامت قائم ہوگی تو اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ستر ہزار فرشتوں کی جماعت کے ساتھ تشریف لائیں گے۔ (شعب الایمان، ج:۸، ص ۱۰۲)۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب صبح ہوتی ہے تو ستر ہزار فرشتے مزار انور، قبر انور کے گرداگرد یعنی قبر شریف کے چاروں طرف حاضر ہوجاتے ہیں اور شام تک درود وسلام بھیجتے رہتے ہیں اور جب شام ہوتی ہے تو وہ فرشتے چلے جاتے ہیں اور دوسرا گروہ ستر ہزار فرشتوں کا حاضر دربار ہوجاتا ہے اور صبح ہونے تک تمام فرشتے مزار انور کو گھیرے رہتے ہیں اور درود وسلام بھیجتے رہتے ہیں اور فرشتوں کی حاضری کا یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا حتی کہ ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ علی علیہ وآلہ وسلم قبر نور سے نکلیں گے اور ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ قیامت کے دن تشریف لائیں گے۔ (جذب القلوب، ص:۲۶۹)۔

ستر ہزار فرشتوں کا گروہ ہر دن صبح کو اور ستر ہزار فرشتوں کی جماعت ہر دن شام کو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار انور واقدس پر حاضر ہوتی ہے اور فرشتے مزار نور کے چاروں جانب گھیرا ڈالے رہتے ہیں اور درود وسلام کا نذرانہ بارگاہ میں پیش کرتے رہتے ہیں۔ اسی جانب اشارہ کرتے ہوئے سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ستر ہزار صبح میں ستر ہزار شام
یوں بندگی زلف ورخ اٹھوں پہر کی ہے

اوپر بیان کردہ حدیث شریف سے واضح طور پر ظاہر وثابت ہوگیا کہ کریم ومہربان احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار نور پر حاضر ہونا، صرف جائز ودرست ہی نہیں بلکہ نور والے نوری مخلوق فرشتوں کی سنت ہے اور نوری مخلوق فرشتوں کا آنا جانا اللہ تعالیٰ کے حکم پر ہے تو ثابت وظاہر ہوا کہ رحمٰن ورحیم رب تعالیٰ کی رضا وخشنودی بھی محبوب ومقبول نبی مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار انور قبر نور کی حاضری میں ہے۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ جو فرشتہ ایک بار مزار انور واقدس پر حاضری کا شرف حاصل کر لے گا پھر اسے قیامت تک دوسری مرتبہ حاضری نصیب نہیں ہوگی۔

امتی دن ورات زندگی بھر اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار اقدس قبر انور پر حاضری دیتا رہے تو اس کے لئے کوئی پابندی نہیں ہے۔ اور امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے
رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے
معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار
عاصی پڑے رہیں تو صلہ عمر بھر کی ہے

امتی کیسا بھی ہو نیک ہو یا بد، برا ہو یا بھلا، ہر وقت حاضری کی سعادت حاصل کر سکتا ہے کوئی روک ٹوک نہیں:

عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہدو
مکہ نہیں کہ جانچ جہاں خیر وشر کی ہے

اس میں کوئی دورائے نہیں کہ در شاہ پر فرشتے حاضر ہوکر درود وسلام پیش کرتے ہیں تو جن پر دوسری حاضری کی پابندی ہے جب درود شریف ان فرشتوں کی عادت ہے تو للہ فیصلہ کرو کہ ہم ہستیوں کا حق فرشتوں سے زیادہ ہے کہ نہیں؟ اس لئے ہم غلاموں پر لازم وضروری ہے ہم درود وسلام کا ہدیہ نذرانہ اپنے مشفق ومہربان آقا محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار نور ورحمت میں پیش کرتے رہیں جس کے صدقہ طفیل ہم امت پر حاضری کی کوئی پابندی نہیں ہے۔

ایک خاص بات یہ عرض کرنا ہے کہ کچھ لوگ اس طرح کی بات کرتے ہیں کہ جب درود شریف پڑھا اور بھیجا جاتا ہے تو فرشتے، امتی کا درود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں پیش کرتے ہیں اس وقت آپ کی روح قبر میں لوٹا دی جاتی ہے۔

اب مجھے کہنا اور بتانا یہ ہے کہ جب فرشتے ہزاروں کی تعداد میں اور بے شمار امتی صبح سے شام تک اور شام سے سے صبح تک ہر وقت در شاہ پر حاضر رہتے ہیں اور درود وسلام پیش کرتے رہتے ہیں تو کوئی سانس اور لمحہ اور سکنڈ منٹ اور کوئی وقت ایسا گزرتا ہی نہیں ہے کہ جس میں حاضری دینے والے حاضر بارگاہ نہ رہتے ہوں اور درود وسلام پڑھنے والے درود وسلام پڑھتے نہ نظر آتے ہوں۔ تو ثابت ہوگیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کی روح انور جسم انور کے ساتھ ہر آن ولمحہ اور ہر دن ورات بلکہ ہر وقت حاضر وموجود رہتی ہے روح نور کے غائب وغیر حاضر ہونے کا عقیدہ بے اصل ہے اور مومن خوش عقیدہ جنتی مسلمان کا ایمان وعقیدہ تو یہ ہے کہ ہمارے سرکار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باذن اللہ ہر وقت زندہ ہیں، اپنے در نور پر حاضر ہونے والوں کو دیکھتے ہیں اور پہچانتے بھی ہیں اور غلاموں کو زیارت کی لذت سے نوازتے ہیں اور امتی حاضر دربار یا دنیا کے کسی حصہ میں موجود ہے ہر حال میں اس کی فریاد سنتے ہیں اور اس شخص کی مدد فرماتے ہیں۔ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو
ان پر درود جن کو کس بے کساں کہیں
ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے

دوسری خاص بات یہ عرض کرنا ہے کہ امتی کا درود وسلام فرشتے لے جاتے ہیں اور پیش کرتے ہیں اور وہ فرشتے ہو جو زمین و آسمانوں کے مختلف جگھوں پر اور جنت میں بیت المقدس اور کعبہ معظّمہ میں خدمت پر مامور ہیں جو اپنی جگہیں چھوڑ کر جا نہیں سکتے اور محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم پر درود وسلام پڑھتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ ان فرشتوں کا درود وسلام کون لے جا کر بارگاہ نور میں پیش کرتا ہے؟ کیا ندوہ اور دیو بند والے یہ کام کرتے ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ جب دین وایمان سلب کر لیتا ہے تو دماغ وعقل ٹیڑھی ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے امن وپناہ میں رکھے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی طاقت وقوت سے، فرش سے عرش تک مغرب سے مشرق تک، شمال سے جنوب تک، کہیں سے بھی آپ کا عاشق جب درود وسلام پڑھتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عاشق کو دیکھتے بھی ہیں اور اس کے درود وسلام کو خود سنتے ہیں اور فریاد سن کر اس کی مدد بھی فرماتے ہیں۔ (دلائل النبوۃ، امام بیہقی، ج:۱ ص:۲۸۰)۔

جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے کہ محبوب خدا غیب داں رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ جب جبرائیل علیہ السلام آسمانوں سے زمین پر نزول فرمانے کے لئے آسمانوں کا دروازہ کھولتے ہیں تو دروازہ کے کھلنے کی آواز کو میں اپنے حجرہ میں سنتا ہوں۔ جب ہمارے حضور ﷺ آسمانوں کے دروازں کے کھلنے کی آواز کو سنتے ہیں تو امتی جہاں سے پکارے اس کی آواز بھی سنتے ہیں۔ عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

دور ونزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام
ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

درنور، بارگاہ حضور ﷺ کی حاضری کے وقت ملائکہ اور عاشقوں کا درود وسلام پیش کرنا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دوسرے اعمال کے مقابل زیادہ محمود ومقبول ہوتا ہے۔ عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

غور سے سن تو رضا!
کعبے سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے
میرے پیارے کا روضہ دیکھو

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی مدینے منورہ کی پاک حاضری عطا فرمائے اور حج بیت اللہ شریف کی توفیق دے۔ میرے مولا ہر مسلمان کے دل کی دھڑکن کو تو سننے والا ہے ہمارے دلوں کی فریاد کو سن لے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

مصری ادیب مصطفی الرافعی نے کیا ہی خوب بات کہی

ہر انسان میں ایک ایسا انسان ہوتا ہے جسے آپ نہیں پہچانتے! لہٰذا یہ مت کہو کہ میں فلاں شخص کو اچھی طرح جانتا ہوں کیونکہ لوگ شہروں کی طرح وسیع سمندروں کی طرح گہرے ہوتے ہیں اور بعض تو اتنے گہرے کہ سورج کی چمک تک وہاں نہیں پہنچی ہوتی ہے! ہمارا زمانہ تو پرفتن ہے ایسا کہ بندہ صبح کو مومن اور شام میں کافر ہوتا ہے موبائل، ٹی وی، سوشل میڈیا، وٹس ایپ، فیس بک، ٹویٹر، نے جہاں لوگوں کے باہم فاصلے کم کردیئے وہیں منافقت کرنا بھی سکھا دیا ہے مثلاً میسج وغیرہ پر پرائیویسی لگا دینا، میسج سین نہ کرنا، کال نہ اٹھانا اور بعد میں صاف جھوٹ کہہ دینا کہ مجھے معلوم نہ ہوسکا! شیاطین کے اس سائنسی جال میں نہ صرف دنیا دار بلکہ دیندار بھی گرفتار ہیں! اللہ رب العزت سے عافیت کا سوال ہے!

از: سید مہتاب عالم

گھر بیٹھے
ہفتہ روزہ مسلم ٹائمز
منگوایئے صرف اور صرف
سالانہ فیس
200
روپے
آپ کا محبوب اخبار آپ کے ہاتھ میں

مسلم ٹائمز کے خریدار بنیئے
ہفت روزہ مسلم ٹائمز جو مسلسل کئی سال سے کام یابی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے اور قارئین سے داد و تحسین وصول کر رہا ہے۔ جس میں مذہبی، ملّی، ملکی خبریں ومضامین شائع کیے جاتے ہیں۔ مسلم ٹائمز اخبار کے ممبر بنئے اور اپنی معلومات میں اضافہ کیجیے۔ آج ہی مسلم ٹائمز کے دفتر سے رابطہ قائم کریں۔
سالانہ فیس 200 روپے
پتہ: دی انڈین مسلم ٹائمز، ۵۲، ڈونٹاڈا اسٹریٹ، کھڑک ممبئی۔ ۹، فون: 022-23454585

ہفت روزہ
دی انڈین مسلم ٹائمز بمبئی
جلد نمبر 28 شمارہ نمبر 02
پرنٹر پبلیشر ایڈیٹر عبدالکریم
بھارت لیتھو پریس فارس روڈ ممبئی ۸ سے چھپوا کر ۵۲/ڈونٹاڈ اسٹریٹ ممبئی 9 سے شائع کیا۔
سالانہ ممبرشپ
۲۰۰/روپئے
مالک: عبدالغفار رضوی
ٹیلی فون: 022-23454585

قربانی کا عمل رضائے الٰہی کا سبب ہے

از-- مفتی قاضی فضل رسول مصباحی

شریعت کے اعمال کسی نہ کسی واقعہ کی یاد تازہ کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں جیسے اللہ کے مقدس نبی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ہاجرہ نے پانی کی تلاش میں صفا و مروہ پہاڑ کے درمیان چکر لگائے تو یہ عملِ سعی، رب تعالی کو اتنی پسند آئی کہ قیامت تک تمام حاجیوں کے لئے ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان دوڑ لگانا لازم قرار دے دیا۔ اسی طرح حکم خداوندی کی تعمیل میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے پوری خندہ روی کے ساتھ اپنے ہونہار، نور نظر اور لخت جگر کے گلے پر چھری چلادی، نبی ابن نبی علیہما السلام اس امتحان میں کامیاب ہوئے اور ذبح ہونے والا جنت سے لایا ہوا دنبہ ثابت ہوا، تو یہ عمل اللہ تعالی کو اتنا محبوب ہوا کہ اس نے ان کی اس سنت کی یاد میں تا قیام قیامت تمام صاحب نصاب، عاقل، بالغ مسلمانوں کے لئے مخصوص جانوروں کی قربانی کو واجب قرار دے دیا۔ قربانی کے اس ظاہری مفہوم میں باطنی مفہوم بھی مضمر ہے اور وہ ہے "قربانی سے مراد ہر وہ عمل ہے جسے اللہ تعالی کی رضا کے حصول اجر و ثواب اور اس کی بارگاہ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے انجام دیا جائے"

عید الاضحیٰ ۱۰ دس ذی الحجہ کو منائی جاتی ہے، اسے عید قرباں یا بقر عید بھی کہا جاتا ہے۔ اسلام کی جتنی بھی عبادات، رسوم یا تہوار ہیں ان کے مقاصد دنیا کے تمام دیگر مذاہب اور اقوام سے منفرد اور اعلیٰ وارفع ہیں۔ نماز ہو یا روزہ، زکوٰۃ ہو یا حج، عید الفطر ہو یا عید قرباں سب کا مقصد رب کی رضا اور تقویٰ کا حصول ہے۔

قربانی کرنا اللہ کے خلیل حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے باقی رکھی گئی ہے۔ یہ قربانی اتنی اہم ہے کہ اس کا بیان قرآن مجید کے علاوہ احادیث مبارکہ میں بھی آیا ہے ارشاد باری تعالی ہے "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ" "پس آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھا کریں اور قربانی دیا کریں (الکوثر، ۱۰۸-۲)

ابن ماجہ نے حضرت سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی یارسول اللہ ماھٰذہ الاضاحی؟ "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" یہ قربانیاں کیا ہیں؟ فرمایا "سنة ابیکم ابراهیم" "تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ لوگوں نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ ہمارے لئے اس میں کیا ثواب ہے؟ فرمایا۔ "بكل شعرة حسنة.." "ہر بال کے بدلے نیکی ہے۔ عرض کیا گیا۔ اون کا کیا حکم ہے؟ فرمایا۔ بكل شعرة من الصوف حسنة۔ اون کے ہر بال کے بدلے نیکی ہے۔ "سنن ابن ماجہ" ۱۳۲۷"

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، قربانی کے دنوں میں کوئی عمل اللہ کو خون بہانے سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے اور یہی قربانی کا جانور قیامت کے میدان میں اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئیگا اور قربانی میں بہایا جانے والا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی اللہ تعالی کے دربار میں قبولیت کا مقام حاصل کر لیتا ہے۔ لہٰذا خوش دلی سے قربانی کرلیا کرو۔ (ترمذی شریف حدیث نمبر ۱۴۹۳)

بارگاہ الٰہی میں اس فعل کے مقام قبولیت کی وجہ یہ ہے کہ انسان ایک ذی روح اور ذی شعور مخلوق ہے۔ اس کا دوسری ذی روح مخلوق کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا زیادہ گراں ہے۔ یہی وجہ ہے قربانی کے ایام میں دیگر عبادات کے مقابلہ میں قربانی کا عمل اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے اور اسی لئے اللہ تعالی نے اس کی راہ میں اس مال کو قربان کرنے کے باوجود اس سے استفادہ کی اجازت دے دی ہے، انسان ذبح کرنے کے بعد خود اس کا گوشت کھا سکتا ہے دوسرے کو کھلا سکتا ہے۔ جب کہ دیگر مالی عبادات میں ایسی اجازت نہیں کہ خود گوشت کھا سکتا ہے دوسرے کو بھی کھلا سکتا ہے۔ جب کہ دیگر مالی عبادات میں ایسی اجازت نہیں ہے۔

قربانی نہ کرنے پر سخت تنبیہ کرتے ہوئے نبیٔ اکرم نے فرمایا کہ، جو شخص قربانی کرسکتا ہو پھر بھی قربانی نہ کرے، وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے (رواہ الحاکم ج ۲ ص ۳۸۹) اس سے قربانی کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

قربانی کس پر واجب ہے: قربانی ہر مسلمان مرد، عورت، عاقل، بالغ اور مقیم پر واجب ہے۔ جس کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا مال اس کی حاجت اصلیہ سے زائد ہو۔ یہ مال خواہ سونا، چاندی یا اس کے زیورات ہوں یا مال تجارت

قربانی کے واجب ہونے سلسلہ میں عامر بن رملہ سے روایت ہے کہ حضرت محنف بن سلیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "یاایھا الناس ان علیٰ کل بیت فی کل عام اضحیة و عتیرة اتدرون ما العتیرة؟ هٰذه التی یقول الناس الرجیبة" "اے لوگو! ہر گھر والوں پر سال میں ایک دفعہ قربانی اور عتیرہ ہے کیا تم جانتے ہو کہ عتیرہ کیا چیز ہے؟ عتیرہ وہی ہے جس کو لوگ رجبیہ کہتے ہیں (سنن ابوداؤد، رقم ۱۰۱۵)

حضرت امام ابن الاثیر نے لکھا ہے کہ حضرت امام خطابی فرماتے ہیں۔ "عتیرہ سے مراد وہ جانور ہے جسے جاہلیت میں لوگ اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے اور اس کا خون بت کے سر پر بہادیتے تھے۔

قربانی صرف تین دن کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوسرے دنوں میں قربانی نہیں ہوتی۔ قربانی کے دن ذی الحجہ کی دسویں، گیارھویں اور بارھویں تاریخ ہے۔ ان ایام میں جب چاہے قربانی کرسکتا ہے۔ البتہ پہلے دن قربانی افضل ہے۔

قربانی کا وقت: قربانی نماز عید پڑھ کر کی جانی چاہئے۔ نماز عید سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے بقر عید کے دن نماز پڑھنے کے بعد خطبہ دیا پھر قربانی کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "من ذبح قبل ان یصلی فلیذبح اخری مکانھا و من لم یذبح فلیذبح باسم اللہ" "جس نے نماز سے پہلے ذبح کرلیا ہو تو اسے دوسرا جانور بدلہ میں قربانی کرنا چاہئے۔ اور جس نے نماز سے پہلے ذبح نہ کیا ہو وہ اللہ کے نام ذبح کرے۔ (متفق علیہ)

اسی طرح براابن عاذب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے قربانی کے دن خطبہ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ نماز عید پڑھنے سے پہلے کوئی شخص (قربانی کا جانور) ذبح نہ کرے۔ فرماتے ہیں میرے ماموں نے اٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔ آج کے دن گوشت کھانا پسند ہوتا ہے۔ اور میں نے قربانی میں جلدی کی تاکہ اپنے گھر والوں اور ہمسایوں کو کھلاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "فاعد ذبحک باخر" دوسرا جانور ذبح کرنے کا اہتمام کرو۔ "جامع ترمذی، ابواب الاضاحی رقم ۱۵۰۰"

کس جانور کی قربانی مستحب ہے:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سینگوں والے موٹے تازے نر دُنبے کی قربانی دی، وہ سیاہی میں کھاتا، سیاہی میں چلتا اور سیاہی میں دیکھتا تھا۔ جامع ترمذی، ابواب الاضاحی رقم۔ ۱۵۲۰

اسی طرح عروہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سینگوں والے مینڈھے کے لئے حکم فرمایا۔ جس کے سینگ سیاہ، آنکھیں سیاہ اور جسمانی اعضاء سیاہ ہوں پس وہ لایا گیا تو اس کی قربانی دینے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اے عائشہ رضی اللہ عنہا، چھری تو لاؤ، پھر فرمایا۔ اسے پتھر پر تیز کرلینا۔ پس میں نے ایسا ہی کیا تو مجھ سے لے لی اور مینڈھے کو پکڑ کر لٹایا اور ذبح فرمانے لگے تو کہا۔ "بسم اللہ اللھم تقبل من محمد وال محمد وامة محمد ثم ضحیٰ به" "سنن ابوداؤد۔ رقم۔ ۱۰۱۹

نبیٔ کریم ﷺ قربانی کے جانور ذبح کرتے وقت بھی ال محمد کی جانب منسوب فرمادیا کرتے تھے اور اللہ کا نام لے کر ذبح کرتے۔ معلوم ہوا جو جانور اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو اس ثواب میں شریک کرنے یا ایصال ثواب کی غرض سے اللہ والوں کی جانب منسوب کردینے سے "ما اھل بہ لغیر اللہ" میں شمار نہیں ہوتا۔ جو جانور بزرگوں کی جانب منسوب کیا جائے کہ ان کے لئے ایصال ثواب کرنا ہے اور اسے اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو اسے حرام اور مردار ٹھہرانے والے شریعت مطہرہ پر ظلم کرتے، اور بزرگوں سے دشمنی رکھنے کا ثبوت دیتے ہیں۔

قربانی کرنے کا طریقہ: بہتر یہ ہے کہ قربانی خود کرے، اگر خود نہ جانتا ہو تو کسی دوسرے مسلمان کو اپنی طرف سے ذبح کرنے کے لئے کہے۔ بوقت ذبح خود بھی موجود ہو۔ قربانی کے جانور کو بائیں پہلو پر قبلہ رخ لٹائیں اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھتے ہوئے تیز چھری سے ذبح کردیں۔ جانور کے سامنے چھری تیز نہ کریں اور نہ ہی ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کیا جائے۔ ذبح کرنے والے کیلئے یہ کلمات کہنا مسنون ہے: إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ. قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ. اللھم لك ومنا بسم اللہ، اللہ اکبر.

جب ذبح کرچکے تو یہ دعا پڑھے:

اللھم تقبله منی کما تقبلت من حبیبك محمد صلیٰ اللہ علیه وآله وسلم وخلیلك ابراهیم (علیہ السلام)

قربانی اللہ کی رضا کیلئے کی جائے'' قرآن مجید میں ہے: لَن يَنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ. ''ہرگز نہ (تو) اللہ کو ان (قربانیوں) کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون مگر اسے تمہاری طرف سے تقویٰ پہنچتا ہے''۔ (الحج، ۲۲:۳۷)

یعنی قربانی کرنے والے صرف نیت کے اخلاص اور شروط تقویٰ کی رعایت سے اللہ تعالیٰ کو راضی کر سکتے ہیں۔

مسائل و احکام قربانی: جس طرح قربانی مرد پر واجب ہے اسی طرح عورت پر بھی واجب ہے۔ مسافر پر قربانی واجب نہیں لیکن اگر نفل کے طور پر کرے تو کرسکتا ہے ثواب پائے گا۔ قربانی کے دن گزر جانے کے بعد قربانی فوت ہوگئی۔ اب نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا اگر کوئی جانور قربانی کے لئے خرید رکھا ہے تو اس کو صدقہ کرے ورنہ ایک بکری کی قیمت صدقہ کرے۔ اگر میت کی طرف سے قربانی کی تو اس کے گوشت کا بھی یہی حکم ہے۔ البتہ اگر میت نے کہا تھا کہ میری طرف سے قربانی کردینا تو اس صورت میں کل گوشت صدقہ کرے۔ قربانی کرنے والا بقر عید کے دن سب سے پہلے قربانی کا گوشت کھائے یہ مستحب ہے۔ آج کل اکثر لوگ کھال دینی مدرسہ میں دیتے ہیں یہ جائز ہے۔ اگر مدرسہ میں دینے کی نیت سے کھال بیچ کر قیمت مدرسہ میں دے دیں تو یہ بھی جائز ہے۔ قربانی کا گوشت یا کھال قصاب یا ذبح کرنے والے کو مزدوری میں نہیں دے سکتا۔ قربانی کی اور قربانی کے جانور کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو تو اسے بھی ذبح کردے اور کام میں لاسکتا ہے اور مرا ہوا ہو تو پھینک دے۔ خصی جانور کی قربانی افضل ہے کیونکہ اس کا گوشت اچھا ہوتا ہے۔ قربانی کا گوشت تول کر برابر برابر تقسیم کرنا چاہئے۔ (قانون شریعت، حضرت مولانا شمس الدین)

شب عید کی فضیلت: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے دونوں عیدوں کی راتوں کو ثواب کا یقین رکھتے ہوئے زندہ رکھا (یعنی عبادت میں مصروف رہا) اس کا دل اس دن نہ مرے گا، جس دن لوگوں کے دل مردہ ہوں گے (یعنی قیامت کے دن خوف و گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا)'' (الترغیب والترہیب)

نویں ذی الحج کا روزہ: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بقر عید کی نویں تاریخ کے روزے کے بارے میں فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ سے پختہ امید رکھتا ہوں کہ وہ اس (روزہ) کی وجہ سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ کردے گا'' (صحیح مسلم)

یوم عید کی سنتیں: صبح سویرے اٹھنا مسواک کرنا خوشبو لگانا غسل کرنا نئے یا دھلے ہوئے کپڑے پہننا سرمہ لگانا ایک راستہ سے آنا اور دوسرے راستے سے جانا عید کے بعد مصافحہ کرنا عیدگاہ جاتے وقت بلند آواز سے تکبیرات کہنا عید الاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا اور نماز کے بعد قربانی کا گوشت کھانا مستحب ہے۔

بقیہ: اداریہ---

اسلامی ایثار سے محبت رسول ﷺ کی جوت جگانی ہے۔ یہی محبت صحابہ و مجاہدین اسلام کی کامیابی و کامرانی کا باعث تھی۔ آج ناموس رسالت پر چہار جانب سے حملے ہیں۔ پادریوں، آریاؤں، بھگواقوتوں، شدت پسند خارجیوں غرض کہ ہر کوئی نکتہ چیں ہے احمدِ مختار ﷺ پر۔ سبھی کا نشانہ بارگاہِ رسالت ہے۔ کوئی ان کی شانِ جود و عطا و سخا کا منکر ہے، کوئی علمِ مبارک و حیاتِ طیبہ کا، تو کوئی ان کے لائے ہوئے مبارک دین متین کا۔ حالات کا تقاضا ہے کہ مسلمان ایثار کا مظاہرہ کریں۔ اسلام کی طرف لوٹ آئیں۔ جلوۂ دانشِ فرنگ سے نگاہیں خیرہ ہو تو انسان سُراب کا اسیر ہو جاتا ہے اور اپنی حقیقت کو فراموش کردیتا ہے۔ اہلِ محبت تو خاکِ حجاز کو سرمہ جانتے ہیں اور درِ پاکِ مصطفی ﷺ سے جُڑے رہنے میں ہی ایمان کی عافیت اور توحید کی بقا تصور کرتے ہیں، آج اسی کی ضرورت بھی ہے

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانشِ فرنگ
سُرمہ ہے میری آنکھوں کا خاکِ مدینہ ونجف

بقیہ: قربانی کے فضائل و مسائل---

(۹) قربانی کا چمڑا یا گوشت یا اس میں سے کوئی چیز قصاب یا ذبح کرنے والے کو اجرت میں نہیں دے سکتا کہ اس کو اجرت میں دینا بھی بیچنے ہی کے معنیٰ میں ہے (ہدایہ ج/ ۲ ص/ ۳۶۱)

(۱۰) میت یا مرحوم کی وصیت پر کی جانے والی قربانی کا سب گوشت فقرا اور مساکین کو صدقہ کرنا واجب ہے نہ خود کھائے اور نہ مالداروں کو دے (بہار شریعت ج/ ۳ ص/ ۳۴۵)

(۱۱) اگر شرکاء حضرات اپنا اپنا حصہ لے جانا چاہتے ہوں تو وزن کی مشقت سے بچنے کے لئے دو حیلے کر سکتے ہیں (۱) ذبح کے بعد اس گائے کا سارا گوشت ایک ایسے بالغ مسلمان کو ہبہ (یعنی تحفۃً مالک) کردیں جو ان کی قربانی میں شریک نہ ہو اور اب وہ اندازے سے سب میں تقسیم کرسکتا ہے (۲) دوسرا حیلہ اس سے بھی آسان یہ ہے جیسا کہ فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں: گوشت تقسیم کرتے وقت اس میں کوئی دوسری جنس (مثلاً کلیجی مغز وغیرہ) شامل کی جائے تو بھی اندازے سے تقسیم کر سکتے ہیں۔ (درمختار ج/ ۹ ص/ ۵۲۷)

اگر کئی چیزیں ڈالی ہیں تو ہر ایک میں سے ٹکڑا ٹکڑا دینا لازمی نہیں، گوشت کے ساتھ صرف ایک چیز دینا بھی کافی ہے۔ مثلاً کلیجی، سری، پائے ڈالے ہیں تو گوشت کے ساتھ کسی کو تلی دیدی، کسی کو کلیجی کا ٹکڑا کسی کو پایہ، کسی کو سری اگر ساری چیزوں میں سے ٹکڑا ٹکڑا دینا چاہیں تب بھی حرج نہیں۔

(۱۲) کرفیو یا کسی دوسرے فتنے کے سبب شہر میں عید الاضحیٰ کی نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو اس صورت میں دسویں ذی الحجہ ہی کو شہر میں بھی طلوع فجر کے بعد ہی سے قربانی کرنا جائز ہے (درمختار ج/ ۵ ص/ ۲۰۳)

(۱۳) شہر میں قربانی کی جائے تو شرط یہ ہے کہ نماز ہو چکی ہو، لہٰذا عید سے پہلے شہر میں قربانی نہیں ہوسکتی اور دیہات میں چونکہ نماز عید نہیں ہے یہاں طلوع فجر کے بعد ہی سے قربانی ہوسکتی ہے، اور دیہات میں بہتر یہ ہے کہ بعد طلوع آفتاب قربانی کی جائے (عالمگیری ج/ ۵ ص/ ۲۵۹)

(۱۴) قربانی کے لئے بکرا اور بکری کی عمر پورے ایک سال کی ہونا ضروری ہے اگر ایک دن بھی کم ہوگی تو اس کی قربانی شرعاً جائز نہ ہوگی (ایضاً)

(۱۵) عورت کی طرف سے قربانی ہو تو صرف عورت کا نام لینا کافی ہے فلاں بنت فلاں یا فلاں زوجہ فلاں کہنا ضروری نہیں، اور اگر کہہ دیں تو کوئی حرج نہیں (فتاویٰ فیض الرسول ج/ ۲ ص/ ۴۴۸)

(۱۶) جرسی گائے یا بیل جب کہ گائے کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہیں تو ان کی قربانی کرنا ان کا گوشت کھانا جائز ہے اور جرسی گائے کا دودھ پینا بھی جائز ہے اس لئے کہ جانوروں میں ماں کا اعتبار ہے (فتاویٰ برکاتیہ ص/ ۲۲۹)

(۱۷) جانوروں کو اس طرح ذبح کریں کہ چاروں رگیں کٹ جائیں یا کم سے کم تین رگیں کٹ جائیں، اس سے زیادہ نہ کاٹیں کہ چھری گردن کے مہرے تک پہنچ جائے کہ یہ بے وجہ تکلیف ہے (بہار شریعت ج/ ۳ ص/ ۳۵۳)

نماز عید کا طریقہ

نماز عید کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت واجب عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نیت کر کے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے پھر ثنا پڑھے پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دے پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے یعنی پہلی تکبیر میں ہاتھ باندھے اس کے بعد دو تکبیروں میں ہاتھ لٹکائے پھر چوتھی تکبیر میں ہاتھ باندھ لے اس کو یوں یاد رکھے کہ جہاں تکبیر کے بعد پڑھنا ہے وہاں ہاتھ باندھ لیئے جائیں اور جہاں پڑھنا نہیں وہاں ہاتھ چھوڑ دیئے جائیں پھر امام اعوذ اور بسم اللہ پڑھ کر جہر کے ساتھ الحمد اور سورت پڑھے پھر رکوع و سجدہ کرے، دوسری رکعت میں پہلے الحمد و سورت پڑھے پھر تین بار کان تک ہاتھ لے جا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ نہ باندھے اور چوتھی بار بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور باقی نماز پوری کرے (بہار شریعت ج/ ۱ ص/ ۷۸۲)

قربانی کرنے کا طریقہ

جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ قبلہ کو اس کا منہ ہو اور اپنا داہنا پاؤں اس کے پہلو پر رکھ کر تیز چھری سے ذبح کرے اور ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھی جائے۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ، اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَاشَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہہ کر ذبح کرے اس کے بعد یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِكَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ حَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ رسول اللہ ﷺ اگر قربانی دوسرے کی طرف سے ہو تو منّی کی جگہ من کہے۔

عید الاضحی مبارک

Postal Regd.NO.MCE/57/2021-2023 R.N.I. NO. 57110/93

THE INDIAN **MUSLIM TIMES** WEEKLY

Office Add.: 52 Dontad Street, 1st Floor, Khadak, Mumbai 400009

VOL: 28 , ISSUE NO: 02 DATE: 03 July to 9 July 2023. Rs.5/-

Email:- mumbai.razaacademy@gmail.com ☎022-23454585

To

قربانی: فضائل ومسائل!

از: حبیب اللہ قادری انواری

مسلمانوں کے درمیان بہت سے تہوار مروج ہیں ان میں عید الفطر اور عید الاضحٰی کو بڑی اہمیت حاصل ہے، عید الاضحٰی میں کچھ مخصوص جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے جو اللہ نے اپنے صاحب استطاعت بندوں پر واجب کی ہے، اور صرف رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے کی جاتی ہے، اور یوں بھی قربانی کی اصل اور روح بھی یہی ہے کہ بندہ صرف بصرف اپنے خالق و مالک کو خوش کرنے اور اس کی رضا وخوشنودی کے حصول کے لئے اپنا مال ومتاع اور اپنی عزیز ترین چیزیں اس کے حکم کے مطابق قربان کردے، جانوروں کی قربانیاں تو اپنے اسی جزبے کا مظہر اور عبدیت اور بندگی کے اظہار کا ذریعہ ہیں، اگر ان میں نام ونمود اور شہرت و ناموری اور رسم و رواج کا دخل ہوگا تو نہ صرف یہ کہ یہ قربانیاں مقبول نہ ہوں گی بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت مواخذہ کا بھی خطرہ ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی قربانیاں خالصۃً لوجہ اللہ کریں۔

قربانی ایک اہم ترین عبادت اور شعائر اسلام میں سے ہے، زمانۂ جاہلیت میں بھی اس کو عبادت سمجھا جاتا تھا۔ مگر وہ بتوں کے نام پر قربانی کرتے تھے، اسی طرح آج بھی کچھ مذاہب میں قربانی مذہبی رسم کے طور پر ادا کی جاتی ہے، اور ان مذاہب کے پیروکار بتوں کے نام پر یا مسیح کے نام پر قربانی کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے سورۂ کوثر میں اپنے محبوب نبی حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو حکم دیا کہ جس طرح نماز اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی نہیں ہو سکتی قربانی بھی اسی کے نام پر (اس کے رضا کے لئے) ہونی چاہئے چنانچہ "فصل لربک وانحر" کا یہی مفہوم ہے اور دوسری آیت کریمہ میں اسی مفہوم کو دوسرے عنوان سے اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو سارے عالم کا پالنہار ہے۔

قربانی کے فضائل: بلاشبہ اسلام میں قربانی کی بڑی اہمیت وفضیلت ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ" قربانی کے دنوں میں قربانی سے زیادہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں، ان دنوں میں یہ نیک کام سب نیکیوں سے بڑھ کر ہے اور قربانی کرتے وقت یعنی ذبح کرتے وقت خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے تو زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے پاس مقبول ہو جاتا ہے، اور ایک موقع پر اللہ کے رسول ﷺ نے حدیث میں قربانی کی بڑی مؤثر تاکید فرمائی کہ" اے لوگو! بڑے خلوص وللّٰہیت کے ساتھ قربانی کیا کرو"

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بعض صحابۂ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کی ان قربانیوں کی حقیقت اور بنیاد کیا ہے؟ تو حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ یہ ہمارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے پھر عرض کیا کہ اس میں ہمارے لئے کیا اجر وثواب ہے؟ تو حضور نے فرمایا کہ قربانی کے جانور کے ہر بال کے عوض ایک نیکی، صحابۂ کرام نے پھر عرض کیا کہ بھیڑ کے بالوں کا بھی یہی معاملہ ہوگا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا! ہاں! بھیڑ کے ہر بال کے بدلے بھی ایک نیکی ملے گی (مفہوم حدیث)

سبحان اللہ! قربانی کرنے پر اس سے بڑھ کر اور کیا اجر وثواب ہوگا کہ ایک قربانی کرنے سے ہزاروں لاکھوں نیکیاں مل جاتی ہیں۔ اس کے باوجود اگر استطاعت ہوتے ہوئے ہم اور آپ قربانی نہ کریں تو اس سے بڑھ کر محرومی کی بات کیا ہوگی؟۔ اور ویسے بھی قربانی کرنے والوں کی جس قدر اہمیت وفضیلت بیان کی گئی ہے اور اس کی ترغیب و تاکید قرآن و احادیث میں مذکور ہیں اسی طرح قدرت و استطاعت ہوتے ہوئے قربانی نہ کرنے والوں کے لئے حضور نبی اکرم ﷺ سے بڑی وعید اور دھمکی بھی وارد ہے چنانچہ قربانی نہ کرنے والوں پر حضور نے اپنی شدید خفگی وناراضگی ظاہر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "جو آسودہ حال ہونے کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے"۔

قربانی واجب ہونے کے لئے چار شرطیں ہیں:

(۱) مسلمان ہونا (۲) مقیم ہونا (۳) بالغ ہونا (۴) مالک نصاب ہونا (مالک نصاب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حاجت اصلیہ کے علاوہ ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا ان کے دام کی مقدار روپیے کا مالک ہونا ہے) مندرجہ بالا شرائط مرد وعورت میں سے جس میں بھی ایام قربانی کے حصہ میں پائے جائیں اس پر قربانی واجب ہے (درمختار ج/۹ ص/ ۵۲۴)

قربانی کا وقت: قربانی کا وقت دسویں ذی الحجہ کی طلوع صبح صادق سے بارہویں ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک ہے یعنی تین دن اور دو راتیں، ان ایام کو ایام نحر کہتے ہیں، پہلے دن قربانی سب سے افضل، دوسرے دن اس سے کم اور آخری دن سب سے کم درجہ ہے (درمختار ج/ ۹ ص/ ۵۲۰)

کن جانوروں کی قربانی ہوسکتی ہے؟: قربانی کے جانور تین طرح کے ہیں (۱) اونٹ (۲) گائے (۳) بکری یہ سب جانور چاہے نر ہوں یا مادہ خصی ہوں یا غیر خصی سب حکم میں یکساں ہیں، یعنی سب کی قربانی ہو سکتی ہے۔ بھینس گائے میں شمار ہے اس کی بھی قربانی ہوسکتی ہے بھیڑ اور دنبہ بکری میں داخل ہیں ان کی بھی قربانی ہو سکتی ہے۔ (عالمگیری ج/ ۵ ص/ ۲۹۷)

جانور کی عمریں: قربانی کے جانور کی عمر یہ ہونی چاہیے اونٹ پانچ سال کا، گائے دو سال کی، بکری ایک سال کی، اس سے کم عمر ہو تو قربانی جائز نہیں، زیادہ ہو تو جائز بلکہ افضل ہے، ہاں دنبہ یا بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ اگر اتنا بڑا ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے (درمختار ج/ ۹ ص/ ۲۹۷)

کن جانوروں کی قربانی نہیں ہوسکتی؟: (۱) قربانی کے جانور کو عیب سے خالی ہونا چاہیے، لہٰذا خریدتے وقت اس کا خاص خیال رکھیں تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور زیادہ ہو تو ہوگی ہی نہیں (۲) اندھے اور کانے کی (۳) جس جانور کی ناک کٹی ہو (۴) اتنا کمزور ہو کہ ہڈیوں میں مغز نہ ہو (۵) جس کے پیدائشی دونوں کان نہ ہوں (۶) جانور اتنا لنگڑا ہو کہ قربان گاہ تک اپنے پاؤں سے نہ جا سکے (۷) جس جانور میں اتنا جنون ہو کہ چرتا بھی نہ ہو (۸) جس جانور کے دانت نہ ہوں (۹) جس کا تھن کٹا ہو یا تھن سوکھا (چاروں میں سے اگر صرف ایک سوکھا ہو تو حرج نہیں) (۱۰) خنثیٰ جانور (یعنی جس کے نر اور مادہ دونوں طرح کی علامتیں ہوں) (۱۱) وہ جانور جو صرف غلاظت کھاتا ہو، ان سب کی قربانی جائز نہیں (درمختار ج/ ۹ ص/ ۵۳۵، بہار شریعت)

قربانی سے قبل جانور سے نفع اٹھانا: (۱) ذبح سے پہلے قربانی کے جانور کے بال اپنے کسی کام کے لئے کاٹ لینا یا اس کا دودھ دوہنا مکروہ وممنوع ہے (۲) قربانی کے جانور پر سوار ہونا یا اس پر کوئی چیز لادنا یا اس کو اجرت پر دینا ممنوع ہے، غرض اس سے منافع حاصل کرنا منع ہے، اگر اس نے اون کاٹ لی یا دودھ دوہ لیا تو اسے صدقہ کرے اور اجرت پر جانور کو دیا ہے تو اجرت کو صدقہ کرے اور اگر خود سوار ہوا یا اس پر کوئی چیز لادی تو اس کی وجہ سے جانور میں جو کچھ کمی آئی اتنی مقدار میں صدقہ کرے۔ (درمختار ج/ ۹ ص/ ۵۴۴)

اب آیئے ہم قربانی کے کچھ مزید اہم وضروری مسائل مستند کتب فقہ کے حوالے سے درج کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں!

(۱) قربانی کے دن گزر جانے کے بعد قربانی فوت ہوگئی اب نہیں ہوسکتی ہے، اگر کوئی جانور قربانی کے لئے خرید رکھا ہے تو اس کا صدقہ کرے۔

(۲) قربانی کا جانور خریدنے کے بعد قربانی سے پہلے بچہ دے دے تو اسے بھی ذبح کر ڈالے اور اگر بیچ دیا تو اس کی قیمت کو صدقہ کرے اور اگر قربانی کے دنوں میں ذبح نہ کیا تو زندہ صدقہ کرے۔

(۳) جس پر قربانی واجب ہے اسے ایک بکری کا، یا اونٹ یا گائے کا ساتواں حصہ ذبح کرنا واجب ہے۔

(۴) دوسرے سے ذبح کروایا اور خود اپنا ہاتھ بھی چھری پہ رکھ دیا کہ دونوں نے مل کر ذبح کیا تو دونوں پر بسم اللہ کہنا واجب ہے، اگر ایک نے نہ کہا تو جانور حلال نہ ہوگا۔

(۵) اگر جانور مشترکہ ہو جیسے گائے، اونٹ، بھینس تو گوشت اندازے سے ہرگز نہ تقسیم کریں بلکہ وزن سے تقسیم کریں (البحر الرائق ج/ ۲ ص/ ۵۷)

(۶) وحشی جانور جیسے نیل گائے اور ہرن ان کی قربانی نہیں ہوسکتی، وحشی اور گھریلو جانور سے مل کر بچہ پیدا ہوا مثلاً ہرن اور بکری سے اس میں ماں کا اعتبار ہے یعنی اس بچہ کی ماں بکری ہے تو جائز ہے، اور بکرے اور ہرنی سے پیدا ہوا ہے تو ناجائز۔ (عالمگیری ج/ ۵ ص/ ۲۹۷)

(۷) قربانی کے چمڑے کو ایسی چیزوں سے بدل سکتا ہے جس کو باقی رکھتے ہوئے اس سے نفع اٹھایا جائے جیسے کتاب، ایسی چیزوں سے بدل نہیں سکتا ہے جس کو ہلاک کر کے نفع حاصل کیا جاتا ہو جیسے روٹی، گوشت، سرکہ، روپیہ، اور اگر اس نے ان چیزوں کو چمڑے کے عوض میں حاصل کیا تو ان چیزوں کو صدقہ کرے۔ (درمختار ج/ ۹ ص/ ۵۴۳)

(۸) گوشت کا بھی وہی حکم ہے جو چمڑے کا ہے کہ اگر اس کو ایسی چیز کے بدلے میں بیچا جس کو ہلاک کر کے نفع حاصل کیا جائے تو صدقہ کرے۔ (ہدایہ ج/ ۲ ص/ ۳۶۰)

بقیہ صفحہ ۳ ☞ پر

عید قرباں کا پیغام: امت مسلمہ کے نام

از قلم: (علّامہ) سید نور اللہ شاہ بخاری

قربانی کا لفظ" قرب" سے بنا ہے اور عربی میں قرب کا معنیٰ ہے:" قریب ہونا، نزدیک ہونا" اور قربانی اللہ کا تقرب حاصل کی جانے والی چیزوں کو کہتے ہیں چونکہ قربانی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی نزدیکی طلب کی جاتی ہے، اس لئے اسے قربانی کہتے ہیں اصطلاح شریعت میں قربانی ایک مالی عبادت کو کہتے ہیں کہ خاص جانور کو خاص دنوں میں اللہ تعالیٰ کے لئے ثواب اور تقرب کی نیت سے سے ذبح کرنا۔

قربانی کے اس سارے عمل اور اس کے پس منظر وپیش منظر کے ذریعہ ہم سبھی مسلمانوں کو یہ سیکھایا گیا ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک کے حکم کی بلا چوں وچرا اتباع کا نام ہی دین ہے۔ لہٰذا جب بھی کسی چیز کے بارے میں اللہ کا حکم سامنے آجائے تو اس میں نہ ہی عقلی گھوڑے دوڑانے کا موقع ہے اور نہ ہی اس میں حکمتیں اور مصلحتیں تلاش کرنے کا موقع باقی رہ جاتا ہے (گرچہ اللہ تعالیٰ کا کوئی بھی حکم وفرمان حکمت سے خالی نہیں ہے چاہے بندہ کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے) بلکہ ایک بندۂ مومن کا کام یہ ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ حکم پر اپنا سر جھکا دے اور اس حکم کی دل وجان سے اتباع کرے۔

قربانی کا مقصد اللہ کی رضا اور تقویٰ حاصل کرنا ہے، لہٰذا قربانی سے پہلے ہمیں اپنی نیتوں کا جائزہ لینا چاہیے تاکہ اپنے جانوروں کا خون بہانے سے پہلے ہم اس مقصد کے پانے والے بن جائیں جو اس ذبح عظیم کا مقصد ہے۔ عید الاضحیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم الشان یادگار اور سنت ہے جس میں انہوں نے حکم الٰہی کی تعمیل میں اپنے بڑھاپے کے سہارے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر چھری چلانے سے بھی دریغ نہیں کیا تھا۔ نہ ان کے ہاتھ کانپے اور نہ ان کے عزم وارادہ میں کوئی تزلزل آیا تھا۔ ان کی یہ ادا اللہ کو اتنی پسند آئی کہ اس نے اپنے خلیل کی اس ادا کو بعد میں آنے والے تمام انبیاء کی امتوں پر لازم کر دیا، حتی کہ اپنے حبیب کی امت کے صاحب حیثیت مسلمانوں پر بھی اس سنت کو واجب کر دیا۔ حالاں کہ رب کریم اپنے بندوں کے سامنے واضح کرتا ہے کہ" اللہ کے یہاں نہ تو تمہارے جانوروں کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ خون، بل کہ وہ تو تمہارے دلوں کے تقویٰ کو دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ اس کا بندہ جانوروں کے گلے پر جو چھری چلا رہا ہے، اس سے وہ اللہ کی رضا حاصل کرنا چاہتا ہے یا نام ونمود اور واہ واہی بٹورنے کیلئے اس نے بھاری قیمت کے جانور کو زمین پر دے پٹکا ہے۔ رب دیکھنا چاہتا ہے کہ کیا اس کا بندہ جو اس کے حکم کی تابعداری میں جانوروں کو قربان کر رہا ہے؟ اگر جادۂ حق کی پاسبانی اور حفاظت کے سفر میں اللہ کے دین کو اس کے گردن کی ضرورت پڑی تو وہ اس قربانی کے جانور کی طرح اپنے گلے پیش کرنے کا جذبہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو رہا ہے یا نہیں؟ اس قربانی کے ذریعہ رب اپنے بندوں میں جذبۂ ایثار اور فداکاری دیکھنا چاہتا ہے۔

اب آیئے دیکھتے ہیں کہ اس قربانی کا اصل مقصد اور پیغام کیا ہے اس کے لیے ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ آخر ہم اور آپ قربانی کس کے لیے کرتے ہیں؟ کیا ہمارا یہ عمل اللہ کی رضا جوئی کے لیے ہوتا ہے یا لوگوں کو دیکھانے کے لیے؟ ظاہری بات ہے کہ ہر بندۂ مومن کا یہی جواب ہوگا اور ہونا بھی چاہیے کہ" ہم قربانی اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے کرتے ہیں نہ کسی انسان کو دیکھانے کے لیے"...... اگر ہم قربانی صرف رضائے مولیٰ کے لیے کرتے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ ہم قربانی کے اصل پیغام پر عمل کرتے ہوئے اپنے نفس کو سختی سے یہ بات سمجھا دیں کہ اے نفس! ہم قربانی کا جانور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اس کے حکم کی بجا آوری کرتے ہوئے ذبح کر رہے ہیں اور آج اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کرتے ہیں کہ آئندہ اپنے نفس اور تمام برے خوہشات کو اسی جانور کی طرح ذبح کر کے تمام امور خواہ وہ معاشرتی ہو یا معاشی، ملازمت ہو یا تجارت غرض یہ کہ تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی ہی مطمح نظر رکھیں گے، چاہے کوئی راضی ہو یا ناراض ہمیں تو اللہ اور اس کے رسول کو راضی رکھنا ہے، یہ عہد کر کے اللہ تعالیٰ سے دل کی گہرائیوں سے یہ دعا بھی کرتے رہیں کہ یا اللہ تو اپنی اور اپنے محبوب کی رضا کی خاطر تمام خواہشات کو قربان کرنے کی توفیق مرحمت فرما۔ اے اللہ! یہ ہماری قربانی تو تیرے محبوب بندوں بالخصوص حضرت ابراہیم واسمٰعیل علیہما السلام کی ایک نقل ہے اس نقل کو تو اپنی رحمت سے اصل بنادے اور قربانی کی جو اصل حقیقت ہے وہ ہمیں محض اپنے فضل وکرم سے عطا فرمادے۔

قربانی کی حقیقت اور روح نیز پیغام یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے اپنے خواہشات کو قربان کر دیا جائے، بظاہر قربانی جانور کی کی جاتی ہے مگر قربانی سے مقصود تعمیل حکم ہے اور اپنے خالق ومالک کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا ہے۔

ہر سال اللہ کے نام پر جانوروں کی قربانی اس بات کی بھی یاد دلاتی ہے کہ جو بندہ اللہ کے جتنا قریب ہوتا ہے اس کے ساتھ ابتلاء وآزمائش کا معاملہ بھی اتنا ہی سخت ہوتا ہے، قربت جتنی زیادہ ہوتی ہے وہ اتنی ہی بڑی قربانی کی طالب ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی مومن بندوں کو اس حقیقت سے روشناس کراتی ہے کہ اگر ہم اپنے عہد کے پابند ہیں تو حق کا یقیناً بول بالا ہوگا۔

جو لوگ اللہ سے محبت کرتے ہیں وہ ہر اس چیز پر انکار کی چھری چلانے میں لذت محسوس کرتے ہیں جو اللہ کے ساتھ سچی محبت کے راستے میں روڑا بن کر آتی ہو۔ اللہ سے محبت کے لئے ضروری ہے کہ بندہ اطاعت گذار ہو، اللہ کی ذات پر کامل یقین اور بھروسہ رکھتا ہو، خود کو مکمل طور پر اللہ کے حوالے کر دے اور ہر اس چیز کو اختیار کرے جس میں اللہ کی رضا ہو اور ہر اس بات سے پرہیز کرے جو اللہ کو ناراض کرنے والی ہو۔ ہمارے اہل وعیال اور مال ومنال، ہماری جائدادیں اور عیش وعشرت کے سامان سے لبریز ہماری سکونت گاہیں، ان میں سے اگر کوئی شئی اللہ کے راستہ میں جدوجہد اور اس کی حقیقی محبت کے راستے میں آڑے آرہی ہیں تو پھر ایک مسلمان اپنے ایمان کے دعوے میں سچا نہیں قرار دیا جا سکتا، اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرآن مجید میں فرمان ہے کہ "اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے شدید ترین محبت کرنے والے ہوتے ہیں" اور محبت کا تقاضہ یہی ہے کہ آدمی اپنے محبوب کے لئے ہر چیز کو قربان کر دے، مال ومنال اور اہل وعیال کیا چیز ہیں خود اپنی جان کی بھی بازی لگانے کے لئے تیار ہو جائے۔ جن لوگوں کے دل اللہ کی محبت سے لبریز ہوتے ہیں وہ اللہ کی مرضی کے آگے اپنی مرضیات ومرغوبات کو بہت آسانی کے ساتھ قربان کر دیتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی صرف ایک غلام کی اپنے آقا کے سامنے خوشدلانہ اطاعت شعاری ہی نہیں تھی بلکہ آقا کی محبت حاصل کرنے کے لئے ایک غلام کی لافانی محبت کا اظہار تھی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ" اللہ کے پاس نہ تو گوشت پہنچتا ہے اور نا ہی (قربانی کے جانوروں کا) خون بلکہ اس کے پاس تو صرف تمہارے دلوں کا تقویٰ پہنچتا ہے"

اس لیے ہمیں عید قرباں سمیت اپنے دیگر سبھی مذہبی تہواروں کو ان کے عین تقاضے کے مطابق منانے کی کوشش کرنی چاہئے اور اپنے دین کی نمائندگی اس انداز سے کرنی چاہئے کہ دوسرے مذاہب کے ماننے والے ان تہواروں کو محض تفریح کا ذریعہ نہ سمجھیں۔ لہٰذا سوچیں اور بار سوچیں کہ کہیں آپ کی قربانی جذبۂ ایثار اور خلوص سے خالی تو نہیں، اور اگر ایسا ہے تو اپنے اعمال کو درست کرنے کی کوشش کریں اور جانوروں کی قربانی کے ساتھ اپنی جھوٹی انا، خواہشات نفس کی بھی قربانی کر دیں۔ جو مسلمان آج قربانی کر رہے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عظیم الشان عمل کی یاد کو تازہ کر رہے ہیں۔ اور ان سبھی قربانی کرنے والوں کے لیے بہت ضروری ہے کہ وہ قربانی سے زیادہ قربانی کے پیغام کو سمجھیں کہ وقت کے نمرود کے سامنے کلمۂ حق کہنے کی جرأت اپنے اندر پیدا کریں، دین وایمان اور ملت اسلامیہ کے لیے کسی بھی قسم کی قربانی سے گریز اور دریغ نہ کریں۔ چاہے اپنا گھر بار چھوڑنا پڑے۔ اجنبی سرزمین میں بود وباش اختیار کرنی پڑے حتی کہ اگر اپنی اولاد کو قربان کرنے کا مرحلہ درپیش ہو تو بھی ہمت اور حوصلہ سے کام لیا جائے۔ خاردار وادیوں اور سنگلاخ پہاڑیوں کا سینہ چاک کرنا پڑے پھر بھی اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لیے خود کو مٹاتے ہوئے آگے بڑھتے رہیں، حتیٰ کہ کامیابی ہمارے قدم چوم لے۔

بارگاہ مولیٰ تعالیٰ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری قربانیوں کو اپنی رضا کا سبب بنا کر ہماری قربانیوں کو قبول فرمائے۔ (آمین)